بحالیٔ عظمتِ رفتہ

"جہاد" کے شرعی احکام وشروط

ڈاکٹر بسام الشطی حفظہ اللہ از مجلّہ الفرقان — ترجمہ، تلخیص واضافہ: عبدالوھاب خان

"الجھاد" جَھد یا جُھد سے ماٗخوذ ہے، جس کے معنی "کوشش کرنے اور طاقت صرف کرنے کے ہیں۔

شرعی اصطلاح میں عموماً "دشمن سے جنگ کرنے" کے معنی میں آیا ہے۔ ان دشمنوں میں اسلام مخالف عناصر، مسلمانوں پر جنگ مسلط کرنے والے کفار، مرتدین اور سرکش وباغی شامل ہیں۔ یہ جہاد کا "خاص معنی" ہے۔

جہاد کا عام معنی: "محبوبِ حق کے حصول کی خاطر حتی الوسع کوشش کرنا"

امام ابن القیمؒ کہتے ہیں: حق بات یہ ہے کہ جنس جہاد "فرض عین" ہے، جو دل، زبان، مال اور ہاتھ کے ذریعے انجام پاتا ہے۔ پس ہر مسلمان پر ان میں سے کسی نہ کسی ذریعے سے جہاد کرنا فرض ہے۔

فاضل مضمون نگار نے ان ذرائع میں "قلم" کو بھی شمار کیا تھا، جو کہ امامؒ کے لفظ "ہاتھ" کے عموم میں شامل ہے۔

"جہاد" کی قسمیں:

﴿1﴾ کفار سے جہاد۔ اس کی دو قسمیں ہیں: (1) پیش قدمی یعنی حملہ، (2) دفاعی جہاد

﴿2﴾ منافقوں اور مرتدوں سے جہاد ﴿3﴾ مسلمانوں کے امام برحق سے بغاوت کرنے والوں سے جہاد

"جہاد" کے مراتب: جہاد فی سبیل اللہ کے پانچ درجات ہیں:

﴿۱﴾ جہاد بالنفس (نفس امّارہ کو گناہ سے بچانے کی بھرپور کوشش) ﴿۲﴾ جہاد بالشیطان (شیطانی شکوک اور وسوسوں سے بچنے کی کوشش) ﴿۳﴾ کفار سے جہاد: پیش قدمی، دفاعی جہاد ﴿۴﴾ منافقین سے جہاد، ﴿۵﴾ ظلم، بدعات ومنکرات والوں سے جہاد

مرتبہ:﴿1﴾ **"جانی جہاد"** اس کی چار قسمیں ہیں:

(۱) علم دین حاصل کرنے کی جدوجہد۔ علم دین کے بغیر انسان کو جان، معیشت اور انجام کار (آخرت) کی سعادت نہیں مل سکتی۔ ہر مسلمان پر روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے امور میں شریعت کا حکم جاننا ضروری ہے۔ یعنی

عقائد، طہارت، وضو، نماز، حقوق والدین اور بیع وشراء جیسے معاملات۔

(۲) عملی جہاد: یعنی نیک اعمال کی ادائیگی میں محنت صرف کرنا۔ اسی لیے شرعی احکام کو "تکالیف شرعیہ" کہتے ہیں کہ وہ محنت ومشقت اور صبر کے بغیر ادا نہیں ہوتے۔ اسی لیے اللہ پاک فرماتے ہیں: ﴿**لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا**﴾[البقرة ٢٨٦] پس اللہ تعالیٰ نے ہماری طاقت وصلاحیت کے مطابق ہم پر اپنے فرائض لاگو کیے ہیں۔ اور ہمیں حکم دیا ہے: ﴿**فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ**﴾[التغابن ١٦]، ﴿**لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا**﴾[البقرة ٢٣٣] پس اہل علم نے کہا ہے کہ علم نبوی کے حصول میں محنت کرنا بھی "جہاد" ہے۔

(۳) دعوتی جہاد: یعنی اللہ پاک کی طرف لوگوں کو علم اور بصیرت کے ساتھ دعوت دینا۔ دعوت وتبلیغ کا نہایت وسیع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً**" [صحيح البخاري ح:٣٢٧٤] "میری طرف سے آگے پہنچادو، اگر چہ صرف ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔" پس ہر انسان اپنے علم وصلاحیت اور اثر ورسوخ کے مطابق دعوت وتبلیغ کا ذمہ دار ہے۔

(۴) جہادِ صبر: یعنی حصول علم، دعوت دین اور عمل بالدین میں درپیش آنے والی مشکلات اور مشقتوں پر صبر کر کے اللہ پاک سے اجر وثواب کی امید قوی رکھنا۔ "صبر" کا باب بھی بہت وسیع ہے۔

مرتبہ: ﴿۲﴾ **"شیطان سے جہاد"** اس کے دو درجے ہیں:

(ا) وسوسوں اور شکوک وشبہات کے ازالے کی کوشش:

مسلمان بندہ جب اسلامی ملک میں رہتا ہو، اور اہل علم سے تعلق رکھتا ہو، تو اللہ پاک کی توفیق سے اس کا دل محفوظ رہتا ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ اپنے آپ کو ایسے علمی مسائل میں الجھائے، جن کی بصیرت اور صلاحیت اس کے پاس نہیں ہے، تو اس کے شک وشبہ میں پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ عام طور پر ایسے لوگ شیطانی شکوک کے پھندے میں پھنستے ہیں، جو باقاعدہ بنیادی علوم حاصل کیے بغیر علوم نبوت کے میدان میں کود پڑتے ہیں۔

(۲) خواہشات نفسانی کے خلاف جہاد:

"شہوات نفسانی" شیطان کا بہت بڑا مین گیٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿**اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝**﴾[فاطر ٦] "بیشک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے، پس اس سے تم بھی دشمنی مول لو، وہ اپنی پارٹی کو بلاتا ہے تا کہ جہنم کے ساتھی بن جائیں۔"

بلاشبہ شہوات نفسانی انسان کو مائل کرنے والے ہیں اور بے تحاشا بھی ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○﴾ [آل عمران ١٤] پس خواہشات نفسانی' خواہ کھانے پینے کی چیزوں کی ہو یا شہوانی خواہش ہو یا مال ودولت اور سواری جیسی دنیاوی سہولتوں کی، نفس انسانی پر ان کا بڑا گہرا اثر ہوتا ہے۔ حتی کہ بعض اوقات ایماندار شخص کے بھی پھسل جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

اسی لیے نفس انسانی کا ''سب سے بڑا جہاد'' شہوانی خواہشات سے مقابلہ کرنا ہے۔ جس میں انسان کو بالکل 24 گھنٹے x 12 مہینے x تاحیات...... 'چوکس رہنا پڑتا ہے۔

تیسرا مرتبہ: کفار اور منافقین سے جہاد: فاضل مؤلف نے کفار اور منافقین سے جہاد کو ایک ہی مرتبے میں بیان کیا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں جہاد بالکل مختلف ہیں۔ لہٰذا ''منافقین سے جہاد'' کو الگ بیان کیا جاتا ہے۔

مرتبہ ﴿۳﴾ ''کافروں سے جہاد'':

مسلح جنگ لڑنا مجاہد فی سبیل اللہ کا ''آخری آپشن'' ہے۔ اس کی نوبت آنے کی صورت میں باقاعدہ میدانِ کارزار گرم کیا جائے گا۔ اور ''فتح'' یا ''شہادت'' کے علاوہ کوئی اور نتیجہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس دوران دشمن سے ڈر کر بھاگنا گناہ کبیرہ ہے۔ شہادت پانے کی بے تحاشا فضیلت ہے۔ اور فتح پانے کی بھی بہت فضیلت ہے۔

جنگ میں جتنے کافر قتل کر سکیں' کر لینا چاہیے۔ جب کفار کی حربی قوت کا ستیاناس ہو جائے تو باقی ماندہ کو قید کر لینا چاہیے۔ ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ﴾ [الأنفال ٦٧] ''کسی پیغمبر کے شایانِ شان نہیں کہ دشمن کی خوب خون ریزی کیے بغیر ان کو قید کر لے۔'' پھر یہ جنگی قیدی اور مفتوح کافروں کے اہل وعیال اور مال ومتاع سب مال غنیمت بنیں گے۔ سپہ سالارِ جنگ کے بعد مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرے گا اور چار حصے مجاہدین میں تقسیم کرے گا۔

ان مالی فوائد اور بے تحاشا فضائل ومناقب کی وجہ سے ''مسلح جہاد'' دنیا وآخرت دونوں کے فوائد کا زبردست مجموعہ ہے۔ ان تمام فوائد اور رغبتوں کے باوجود ''اسلام'' امن وآشتی کو جنگ وجدال پر فوقیت دیتا ہے۔

ایک غزوہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''لا تتمنوا لقاءَ العدوّ وسَلوا اللّٰهَ العافيةَ، فإذا لقيتمُوهمُ فاصبِروا واعلمُوا أنّ الجنةَ تحتَ ظلالِ السيوفِ'' [صحيح

البخاري ح:٢٨٠٤، ٦٨١٠، صحيح مسلم ح:٤٦٤٠] ''دشمن سے جنگ برپا ہونے کی تمنا مت کیا کرو، اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو۔ ہاں اگر دشمن سے سامنا ہوا تو ڈٹ جاؤ اور یقین کرلو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔''

اسی لیے جہاد کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے دشمنوں کو حکمت اور بصیرت سے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اور انہیں بتایا جاتا ہے کہ اگر دین حق کو قبول کریں تو آپ بالکل ہمارے برابر حقوق حاصل کرلیں گے۔ جونیر ہونے کی وجہ سے آپ کا رتبہ سینئر مسلمانوں سے کم نہیں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو غزوہ خیبر میں بھیجتے ہوئے فرمایا: ''فوالذي نفسي بيدہ لأن يهدي اللهُ بکَ رجلاً واحداً خيرٌ لکَ مِن حُمُرِ النَّعَمِ'' [متفق عليه] ''اللہ کی قسم اگر آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ہدایت عطا فرمائے تو یہ آپ کے لیے (جنگ میں فتح پا کر غنیمت میں) سرخ اونٹوں کے حصول سے کہیں زیادہ افضل ہے۔''

''دوسرا آپشن'' یہ ہے کہ مجاہدین کا سپہ سالار/امیر المؤمنین کی طرف سے ان کو یہ پیشکش کرے کہ اگر تم لوگ اپنے دین پر قائم رہنا چاہتے ہیں تو ہم اس کی بھی اجازت دیتے ہیں۔ البتہ ہم تمہاری جان و مال کی حفاظت کے عوض سالانہ جزیہ (ٹیکس) وصول کریں گے۔ لیکن اس صورت میں تمہیں دوسرے درجے کے شہری کی حیثیت حاصل ہوگی۔

دونوں سے انکار کی صورت میں کفار کو باقاعدہ اطلاع دے کر قتال (مسلح جہاد) کرنا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) ''جہادی پیش قدمی'': یعنی کفار کے علاقوں میں جا کر حملہ کرنا۔ یہ جہاد فرض کفایہ ہے۔

اس کا مقصد لوگوں کو جبراً مسلمان بنانا نہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّيْنِ﴾ [البقرة ٢٥٦] ''دین اسلام میں کوئی جبر نہیں۔'' بلکہ اس جہاد کا مقصد دعوتِ دین کا راستہ کھولنا اور اس کا دائرہ بڑھانا ہے۔ تاکہ لوگوں کو دین اسلام کے بارے میں جاننے کا موقع ملے۔ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○﴾ [التوبة ٥] ''پس جب حرمت کے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ قتل کردو، انہیں پکڑلو، ان کا محاصرہ کرو اور ان کی تلاش میں ہر گھات میں بیٹھے رہو۔ پھر اگر وہ توبہ کریں، نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو، بیشک اللہ تعالیٰ نہایت بخشنے والا اور خوب رحمت والا ہے۔''

اور جب مسلمانوں کا خلیفہ تمام لوگوں کو جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دیتا ہے تو فرض عین ہو جاتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجٰهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ [التوبة ٤١] ''نکل پڑو خواہ ہلکے ہوں یا بوجھل، اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعے جہاد کرو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہوں۔'' اور ایسے موقع پر سستی برتنے والوں سے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝﴾ [التوبة ٣٨] ''اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکل پڑو تو تم زمین سے لگ جاتے ہو!؟ کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی پر راضی ہو چکے ہو؟ پس آخرت کے مقابلے میں دنیا کا ساز و سامان نہایت کم ہے۔''

اللہ پاک نے مسلمانوں کو غیرت دلاتے ہوئے فرمایا: ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ﴾ [التوبة ٣٦] ''اور تمام مل کر مشرکین سے لڑو، جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں۔'' اور بہانہ تراشنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ﴾ [التوبة ٢٩] ''اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلیں تو وہ تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دے گا اور تمہاری جگہ دوسری قوم کو لا بسائے گا۔''

(۲) ''دفاعی جہاد'': یہ فرض عین ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب کفار مسلمانوں کے علاقے پر حملہ آور ہوں۔ یہ فرضیت ان کے قریب والوں پر عائد ہوتی ہے، پھر ان سے قریب والوں پر، پھر اسی طرح فرضیت آگے بڑھتی جاتی ہے، حتیٰ کہ ان پر ظلم و ستم بند ہو جائے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ﴾ [البقرة ١٩٠] ''اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔'' مزید ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُھَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ڌ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝﴾ [النساء ٧٥] ''اور تمہیں کیا عذر ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے؟ حالانکہ بیچارے مرد، خواتین اور بچے فریاد کر رہے ہیں کہ اے اللہ ہمیں اس بستی سے نکال دے جس کے باسی ظالم ہیں، اور ہمارے لیے اپنی طرف سے حامی فراہم کیجیے اور ہمارے لیے اپنی طرف سے مددگار مہیا کیجیے۔''

جب معرکہ شروع ہوتا ہے، تو ہر صورت میں اس پر جہاد کرنا فرض عین ہو جاتا ہے۔

اسی طرح دشمن کسی مسلمان ملک پر حملہ آور ہوتا ہے، تو دفاعی جہاد کر کے انہیں شکست دینا فرض عین ہو جاتا ہے۔

''کفار سے جہاد کا نصب العین'':

فرمان الٰہی ہے: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾ [الأنفال ٢٩] ''اور ان سے جنگ لڑو یہاں تک کہ فتنہ بالکل نہ رہے اور دین خالص اللہ تعالیٰ کے لیے رہ جائے۔'' اور ''جہاد فی سبیل اللہ'' کی فضیلت یوں بیان فرمائی: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ﴾ [النساء ٩٥] ''مؤمنوں میں سے بغیر عذر کے بیٹھے رہنے والے اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ پاک کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے، اللہ پاک نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر واضح فضیلت کے درجے عطا فرمائے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے تمام سے اچھا وعدہ فرما رکھا ہے۔''

کیا آپ جانتے ہیں ؟

- تین چیزیں ایک جگہ پرورش پاتی ہیں ---- پھول، کانٹے، خوشبو۔
- تین چیزیں پردہ چاہتی ہیں ---------- کھانا، عورت، دولت۔
- تین چیزیں چھوٹی نہ سمجھیں ---------- قرض، مرض، فرض۔
- تین چیزوں کو بڑھاؤ ------------ عقل، ہمت، محنت۔
- تین چیزیں ہر ایک کی جدا ہوتی ہیں ----- صورت، سیرت، قسمت۔
- تین چیزیں انسان کو تباہ کر دیتی ہیں ----- حرص، حسد، غم۔
- تین چیزیں بھائی کو بھائی کا دشمن بنا دیتی ہیں --- زن، زر، زمین۔
- تین چیزیں حافظہ کو قوت دیتی ہیں --------- روزہ، مسواک، تلاوتِ قرآن پاک۔
- تین چیزیں انسان کو زندگی میں ایک بار ملتی ہیں--- والدین، حسن، جوانی۔

[انتخاب: طالب علم/عمار فیض اللہ کوروی]